تصنیفی خدمات

مولانا سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم و مرشد العلماءؒ، حضرت بنوری قدس سرہ کے ''ہم نام و ہم کام'' اکابر علماءؒ دیوبند اور مسلک حق کے وکیل و ترجمان، اسلامی اقدار کے محافظ و نگران، عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کے سخن دان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے جانشین، سرمایہ اہل سنت سیدی و سندی حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے جس مقبولیت و محبوبیت سے نوازا تھا، زمانہ قریب میں اس کی مثال نہیں ملتی، اپنے اور پرائے سب ہی آپ کی عظمت کے قائل تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خصوصیات و مزایا اور اوصاف و کمالات سے سرفراز فرمایا تھا کسی ایک شخصیت میں ان سب کا پایا جانا کسی کرامت سے کم نہیں، لیکن :

ولیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

آپ کا تبحر علمی، حزم و احتیاط، عجز و انکسار، اعتدال و میانہ روی، نمود و نمائش سے نفرت، خمول و گوشہ نشینی، تقویٰ و طہارت، زہد و تقشف، خدا خوفی اور محاسبہ آخرت کا استحضار، ایسے اوصاف تھے جو ہر شخص کو قائل و گھائل کرتے تھے۔ جس طرح آپ کی تحریر میں بلا کی روانی، شائستگی، شستگی اور حد درجہ خیر خواہی اور دل سوزی کا جذبہ تھا اور قارئین

اس کا اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے، اسی طرح آپ کے وعظ وبیان میں اس سے کہیں زیادہ سوز و گداز اور خلق خدا کی نفع رسانی کا عنصر ہوتا۔

آپ جہاں بیک وقت ماہنامہ ''بینات'' کراچی کے مدیر، صفحہ اقرأ روزنامہ جنگ کے شعبہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے نگران اعلیٰ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے محبوب ومقبول اور مایہ ناز محقق، استاذ حدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور روح رواں، روزانہ سینکڑوں اصلاحی اور فقہی مسائل و خطوط کا جواب لکھنے والے، ہزاروں مریدین و متوسلین کے مصلح و مربی، سینکڑوں مدارس کے سرپرست، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر مہتمم تھے، وہاں روزانہ اور ماہانہ سینکڑوں اصلاحی مجالس سے بیان فرماتے اور اندرون وبیرون ملک اسفار پر تشریف لے جاتے تھے، مگر بایں ہمہ جب آپ کی تصنیف و تالیف، مباحثہ، مناظرہ، تردید باطل اور احقاق حق کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسی مصروف ترین اور عدیم الفرصت شخصیت یہ سارے کام کب اور کیسے سرانجام دے لیتی ہوگی؟

الغرض حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی علمی رفعت، ان کا مرتبہ ومقام اور تصنیف و تالیف کے میدان میں علمی اور تحقیقی کام اور ہمہ جہت خدمات مجھ ایسے مجہول مطلق کے احاطۂ ادراک سے کہیں بلند ہیں، تاہم اللہ تعالیٰ نے حضرت کو جہاں دوسرے بے شمار کمالات عطا فرمائے تھے ان میں ایک تصنیف و تالیف کا شعبہ تھا، ذیل میں حضرت کی تصنیفات کا مختصر سا تعارف پیش خدمت ہے:

تحفۂ قادیانیت:

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امت مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین یعنی اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائیگا، اور یہ کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد اور دجال و کذاب ہے۔

مگر اسلامی تاریخ میں بہت سے طالع آزماؤں نے نبوت و رسالت اور مسیحیت

ومہدویت کے دعوے کرکے خلق خدا کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی۔

گزشتہ صدی میں انگریزوں نے اپنے زر خرید غلام ابن غلام، غلام احمد قادیانی سے اس قسم کے دعاوی کرائے اور امت کو ایک کرب واذیت میں مبتلا کرکے شادیانے بجائے۔ دوسری جانب انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے مہدویت، مسیحیت اور نبوت کے بلند وبانگ دعوے کئے اور ابلہ فریبی کے لئے قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص کی تحریف کی، انبیاً کرام، صحابہؓ اور سلف صالحین کی توہین وتذلیل اور علما امت کو مغلظات سے نوازا، بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نہایت ذلت سے وبائی ہیضہ کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا گیا۔

مرزا قادیانی کے دجل وتلبیس کو نمایاں کرنے کے لئے جہاں بہت سے اکابرین امت نے کتب، رسائل اور مقالات تحریر فرمائے وہاں حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کے قلم حق رقم نے تردید قادیانیت میں نہایت تجدیدی کارنامہ انجام دیا، چنانچہ مرزائے قادیان کے دجل وفریب کو آشکارا کرنے کے لئے آپ نے جہاں بے شمار مناظرے اور مباحثے فرمائے وہاں آپ نے اتمام حجت کے لئے مختلف اوقات اور ضرورتوں کے پیش نظر بیسیوں مقالات ومضامین اور رسائل وکتب بھی تصنیف فرمائیں۔

حضرت اقدس حکیم العصر کا انداز بیان اور طرز استدلال اس قدر موثر ومسکت ہوتا کہ کٹر سے کٹر قادیانی اس کو مانے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دلوں کا پھیرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مگر وقتی طور پر بڑے سے بڑا قادیانی مربی بھی قادیانی مذہب کی تغلیط وتکذیب کے سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس حکیم العصر کے اس عنوان پر لکھے گئے تمام رسائل وکتب کو یکجا کرکے انہیں ''تحفہ قادیانیت'' کے نام سے شائع کرنے کا عزم کر لیا گیا، چنانچہ اس سلسلہ کی تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، جب کہ اس سلسلہ کی پہلی جلد کا انگریزی ترجمہ ''گفٹ فار قادیانیز'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، تحفہ قادیانیت جلد اول میں حضرتؒ کے درج ذیل ۲۴ رسائل شامل ہیں:

عقیدہ ختم نبوت، کلمہ طیبہ کی توہین، عدالت عظمیٰ کی خدمت میں، قادیانیوں کو دعوت اسلام، ظفر اللہ کو دعوت اسلام، مرزا طاہر کے جواب میں، مرزا طاہر پر آخری اتمام

حجت، ضمیمہ دو دلچسپ مباہلے، قادیانی فیصلہ، شناخت، نزول عیسیٰ علیہ السلام، المہدی والمسیح، قادیانی اقرار، قادیانی تحریریں، قادیانی زلزلہ، مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک، قادیانی جنازہ، قادیانی مردہ، قادیانی ذبیحہ، قادیانی اور تعمیر مسجد، غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، گالیاں کون دیتا ہے؟، قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق- یہ جلد مجموعی اعتبار سے ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے-

تحفہ قادیانیت جلد دوم :

اس جلد میں درج ذیل مضامین و مقالات ہیں :

دارالعلوم دیوبند اور عقیدہ ختم نبوت، مسئلہ ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ، فتنہ قادیانیت اور پیام اقبال، ربوہ سے تل ابیب تک حصہ اول، ربوہ سے تل ابیب تک جواب الجواب حصہ دوم، قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد کے چیلنج کا جواب، مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد، مجازی نبوت کا تار عنکبوت، معرکہ لاہور و قادیان- اس جلد کے ۴۶۵ صفحات ہیں-

تحفہ قادیانیت جلد سوم :

عام طور پر قادیانی مسلمانوں کو الجھانے کیلئے یہ بحث چھیڑتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے، بلکہ وہ وفات پاگئے ہیں، اس کے لئے وہ تحریف قرآن کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس جلد میں مجدد تردید قادیانیت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ نے قرآن و سنت اور چودہ صدیوں کے مجددین اور دور حاضر کے اکابر علما امت کی تصریحات سے حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کو نہایت شاندار انداز سے ثابت فرمایا ہے اس کے علاوہ اس جلد میں درج ذیل مضامین بھی ہیں :

۱ :..... مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اہل عقل و انصاف کی عدالت میں-

۲ :..... نزول عیسیٰ علیہ السلام چند تنقیحات و توضیحات-

۳ :..... ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام-

۴ :..... مہدی آخری الزمان اور فرقہ مہدویہ-

تحفہ قادیانیت : جلد چہارم :.... زیر ترتیب ہے جس کے تقریباً تین سو صفحات کمپوز ہو گئے ہیں اور مزید کام جاری ہے، ان شاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گی۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم : حصہ اول :

عام مسلمانوں کے لئے یہ مسئلہ خاصی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے کہ مختلف فرقوں میں سے صحیح راستہ پر کون ہے ؟ موجودہ دور میں چونکہ ہر ایک فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہی صراط مستقیم پر ہے اور ارشاد نبویؐ "ما انا علیہ واصحابی" کا مصداق بھی صرف وہی ہے اور باقی سب غیر ناجی ہیں۔اس لئے ایک عام آدمی اور معمولی پڑھے لکھے مسلمان کے لئے حق وباطل کی پہچان کرنا مشکل ہو گئی تھی، اس کتاب میں حضرت حکیم العصر قدس سرہ سے اس طرح کے ایک الجھاؤ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت اعتدال اور حزم واحتیاط سے اس کا جواب دے کر قرآن وسنت اور اکابرین امت کی تحقیق وتصریح کی روشنی میں صراط مستقیم کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرتے ہوئے مشہور فرقوں کے اختلافات کو اس معیار پر جانچنے کا پیمانہ عطا فرمایا ہے جس سے ایک متوسط عقل وفہم کے منصف شخص کے لئے حق کی تلاش میں صحیح وغلط کے درمیان امتیاز کرنے میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی۔

یہ کتاب ابتدائی طور پر ماہنامہ بینات کراچی کی اشاعت خاص کی شکل میں شائع ہوئی تھی جسے بارگاہ الٰہی سے اس قدر مقبولیت سے نوازا گیا کہ اسے معاصر واکابر کے علاوہ عام انصاف پسند حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا۔

یہ حضرت حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کا خلوص واخلاص تھا کہ جس نے بھی اس کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھا وہ اس کے مندرجات سے اتفاق اور حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا، ہزاروں ایسے افراد ہیں جنہوں نے اس کو پڑھ کر اپنے نظریات واعتقادات کی اصلاح کی، بلاشبہ یہ کتاب دنیا کی ان کتابوں میں سے ہے جسے اسلامی دنیا میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی، اور اس کے لاکھوں نسخے شائع ہوئے، اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ اردو زبان میں لکھی گئی عقائد کی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی

جانے والی کتاب ہے۔ کتاب کا انداز ایسا انوکھا، دل چسپ، خیر خواہانہ اور دل پر اثر کرنے والا ہے کہ اس کا ایک ایک حرف دل میں اترتا جاتا ہے، قوت استدلال اور انداز بیان ایسا شاندار ہے کہ مخالف سے مخالف اس کو پڑھ کر اس سے اختلاف نہیں کر سکتا۔

پونے تین صد صفحات کی اس کتاب میں مشہور فرقوں شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی اور مودودی اختلافات کو نہایت سلیقہ سے بیان کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں کون حق وصواب پر ہے؟ اور کون غلطی اور خطا پر ہے؟ اس کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر ''ڈاڑھی'' کا مسئلہ'' شامل ہے جس کو پڑھ کر لاکھوں مسلمانوں نے اپنے چہروں کو سنت نبوی ﷺ سے مزین کیا ہے۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم : حصہ دوم :

تشدد و تعصب کا ناس ہو کہ اس نے ہر جگہ اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں جو جہاں ہے وہ اسے ہی حق وصواب اور ہدایت وصداقت سمجھتا ہے۔ اور معمولی معمولی باتوں کو اچھال کر اسے کفر واسلام کا نام دیا جاتا ہے، کچھ یہی کیفیت ہمارے ہاں فروعی مسائل کے اختلاف میں بھی پائی جاتی ہے۔

کوئی شخص اگر نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، زکوۃ نہیں دیتا، یا خدانخواستہ شعائر اسلام کی توہین وتضحیک کرتا ہے تو اس سے تعرض نہیں کیا جاتا، لیکن اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے مگر رفع یدین نہیں کرتا یا آمین زور سے نہیں کہتا اور امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا تو اسے یہ کہا جاتا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوئی، یا اگر کوئی شخص اپنی سمجھ بوجھ پر تقیہ کرنے کی بجائے اکابر واساطین امت امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کی فہم وفراست کو معیار بنا کر ان پر اعتماد کرتا ہے تو اسے کافر و مشرک باور کرایا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ فروعی اختلاف ہے، مگر اصول کو چھوڑ کر فروع کو سر پر اٹھایا جاتا ہے اور اس فروعی اختلاف کو ہوا دی جاتی ہے، جس سے ایک سیدھا سادا مسلمان پریشان ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات دین اور اہل دین سے بدظن ہو جاتا ہے، پیش نظر کتاب میں حضرت شہید رحمہ اللہ نے اس فروعی اختلاف کی حقیقت وحیثیت اور مرتبہ ومقام کو نہایت شاندار

انداز سے بیان فرماکر ان مشہور فروعی مسائل میں مسلک حنفی کو نہایت محقق و مدلل انداز میں پیش فرمایا ہے۔

اس حصہ میں مولف موصوف نے فروعی مسائل میں مسلک اعتدال کی نشاندہی کرتے ہوئے مشہور فروعی مسائل : فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر ، رفع یدین، اذان، افراد اقامت، تکبیرات عیدین، سجدہ سہو، مسائل وتر، نماز جنازہ اور جمعہ فی القری وغیرہ مسائل میں احناف کے موقف کی مدلل تشریح فرمائی ہے جب کہ اس کے آخر میں بیس تراویح کے مسئلہ کو نہایت شاندار انداز سے بیان فرمایا ہے۔

دنیا کی حقیقت (جلد اول) :

حضرت اقدس محدث العصر حضرت بنوری قدس سرہ کی خواہش اور چاہت تھی کہ ماہنامہ ''بینات'' میں چار مستقل سلسلے شروع کئے جائیں : ایک قرآن کریم کی تفسیر کا اور دوسرا حدیث پاک کے ترجمہ و تشریح کا اور تیسرا فقہی مسائل کا، اور چوتھا سلف صالحین کے حالات وواقعات کا، تاکہ امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچے، اور ماہنامہ ''بینات'' روایتی رسائل وجرائد سے ہٹ کر ایک خالص دینی، علمی اور معیاری رسالہ ثابت ہو۔ اس سے عوام وخواص اور نوجوان نسل کی علمی، فکری اور مذہبی تربیت ہو، اور ہر مسلمان گھرانے میں قرآن اور صاحب قرآن ﷺ، علوم نبوت اور فقہ و فتاویٰ اور اکابر سلف صالحین اور ان کے کارناموں کے چرچے ہوں، اور انہیں کوئی دین دشمن اور خدا بیزار تحریک اور ملحد و بے دین شعبدہ باز چکمہ نہ دے سکے۔

ان کی خواہش تھی کہ حدیث پاک کے سلسلہ میں ترمذی شریف کا ''ابواب الزہد'' بہت جامع اور بے نظیر ہے، اسے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ شروع کریں، مگر حضرت اقدسؒ اس نازک ذمہ داری سے گھبراتے تھے، اس لیے کہ ارشادات نبوت کی ترجمانی بڑی نازک ذمہ داری ہے، کسی حدیث کی تشریح خدانخواستہ منشائے نبوی ﷺ کے خلاف ہوگئی تو ''فلیتبوأ مقعدہ من النار'' کا اندیشہ ہے۔

دوسرے کمال فروتنی اور کسر نفسی کے پیش نظر حضرت حکیم العصرؒ اپنے آپ کو

زہد کے موضوع پر کچھ لکھنے کا اہل نہیں سمجھتے تھے، مگر بالآخر حضرت بنوریؒ کے اصرار پر آپ نے اس پر لکھنے کا وعدہ فرمالیا۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

حضرت بنوری قدس سرہ کے وصال کے بعد جب ایفائے عہد کا خیال دامن گیر ہوا تو برکۃ العصر حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے سارا پس منظر بیان کرتے ہوئے یہ پورا قصہ بیان کیا اور حضرتؒ سے اپنے اس احساس کا ذکر کیا اور درخواست کی کہ یہ ذمہ داری کسی اور کے سپرد فرمادی جائے، اور مجھے حکماً اس سے روک دیا جائے، مگر حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس درخواست کو قبول نہیں فرمایا، اور حکم فرمایا کہ آپ یہ سلسلہ شروع فرمادیں۔

حضرت اقدس بنوری قدس سرہ کی خواہش، حکم اور اصرار اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فرمان پر مرشد العلما حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے توکلاً علی اللہ یہ سلسلہ شروع فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد اور ان نفوس قدسیہ کے اعتماد و تفویض نے وہ اثر دکھایا کہ یہ سلسلہ بحمد اللہ چلتا ہی چلا گیا اور اسے اللہ تعالیٰ نے خوب قبول فرمایا، عوام و خواص اور اہل تحقیق علما کرام میں اسے جس قدر مقبولیت نصیب ہوئی اس کی مثال نہیں۔

پیش نظر کتاب اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے جس کے مضامین کو ''بینات'' کی فائلوں سے جمع کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا گیا ہے، یہ جلد ترمذی شریف کے چار ابواب: ابواب الزہد، ابواب صفۃ القیامۃ، ابواب صفۃ الجنۃ اور ابواب صفۃ جہنم، یعنی دنیا کی حقیقت، قیامت کے احوال اور جنت و جہنم کے مناظر کے ترجمہ و تشریح پر مشتمل ہے۔

امام ترمذیؒ کا ارشاد ہے کہ:

''جس شخص کے گھر میں میری کتاب ترمذی شریف ہو وہ یوں سمجھے جیسے حضور ﷺ اس کے گھر میں موجود ہیں اور میں براہ راست آپ ﷺ سے استفادہ کر رہا ہوں''۔

ٹھیک یہی تصور یہاں بھی ہے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہو وہ مندرجہ مسائل میں جب چاہے براہِ راست ارشادات نبوتؐ سے راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب ۸ ۴ ۵

صفحات پر مشتمل ہے۔

دنیا کی حقیقت جلد دوم :

پیش نظر کتاب ترمذی شریف کے ترجمہ وتشریح کے سلسلہ کی دوسری جلد ہے، جس میں کھانے پینے، صلہ رحمی اور علاج معالجہ کے آداب واحکام کو نہایت عمدہ طریقہ سے بیان کیا گیا ہے، یہ حصہ ۴۱۳ صفحات پر مشتمل ہے، تیسری جلد زیر ترتیب ہے، یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ حضرت اقدس جام شہادت نوش فرماکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت ہوگئے اور ہمیں یتیم کرگئے۔

آپ کے مسائل اوران کا حل :

۵ر مئی ۱۹۷۸ء کو وحی کے پہلے لفظ ''اقرأ'' کے نام سے روزنامہ جنگ کراچی میں اسلامی صفحہ اقرأ کا آغاز کیا گیا تو روز اول سے ہی اس کی سرپرستی حکیم العصر مرشد العلماً حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ نے قبول فرمائی، اور اس میں دوسرے سلسلوں کے ساتھ ساتھ ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے عنوان سے عوام کے دینی مسائل میں راہ نمائی کا مبارک سلسلہ بھی شروع کیا۔

حضرت اقدس کے خلوص واخلاص، تقویٰ وطہارت، علم وفضل، فقاہت وحذاقت اور جذبہ نصح وخیر خواہی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت نے خوب رنگ دکھلایا اور یہ سلسلہ بہت ہی جلد مقبول ومحبوب خلائق قرار پایا، بلا مبالغہ جنگ کے اسلامی صفحہ اور خصوصاً ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کی وجہ سے روزنامہ جنگ کے جمعہ کے دن کی اشاعت میں خوب اضافہ ہوا اور اس کے ذریعہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کی اصلاح ہوئی، بدعات ورسومات سے جان چھوٹی اور اس سے کہیں زیادہ لوگوں میں دینی انقلاب آیا، بے پردگی، بے دینی، بے غیرتی، ٹی وی، وی سی آر سے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی، عوام کو اپنی دہلیز پر دین مہیا ہونے لگا، وہ لوگ جو روایتی شرم وحیا کی وجہ سے کسی دارالافتا کا رخ نہیں کرسکتے تھے یا ایسی بے سہارا خواتین اور مظلوم افراد جو ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے اور دینی حکم معلوم کرکے ظالم کو ظلم سے روکنے کا یارا نہیں رکھتے تھے وہ اس صفحہ کے ذریعہ

اپنی مظلومیت کی داستان سنانے کی پوزیشن میں آگئے اور انہیں ظالم کے ظلم کو طشت ازبام کرنے کا موقع میسر آگیا- بحمد اللہ یہ سلسلہ بغیر کسی تعطل کے آج تک جاری ہے-

قارئین کا شدید اصرار تھا کہ اس علمی اور فقہی ذخیرہ کو جو نہایت سہل اور عام فہم زبان میں ہے، جس سے ہزاروں اور لاکھوں زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے، اسے مستقبل میں آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کردیا جائے تاکہ اس خزانہ عامرہ سے رہتی دنیا تک کے مسلمان مستفید ہوسکیں- چنانچہ رفتہ رفتہ قارئین کے ساتھ ساتھ معاصرین واکابرین نے بھی اس پر زور دیا اور توجہ دلائی، بلکہ تقاضا کیا کہ اس انوکھے اور نئے انداز کے فقہی ذخیرہ کو کتابی شکل میں مدون کیا جائے، ان حضرات کا اخلاص رنگ لایا، توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کردیا گیا- اور بحمد اللہ اب تک اس سلسلہ کی نو جلدیں شائع ہوچکی ہیں اور دسویں جلد زیر ترتیب ہے جب کہ ان جلدوں کی اشاعت کے بعد شائع ہونے والے مسائل اس سے علاوہ ہیں- مزید وہ مسائل جو ان شائع شدہ نو جلدوں میں سے کسی ایک جلد کے ابواب کی مناسبت سے اس میں درج ہونے کے منتظر ہیں وہ اس کے سوا ہیں، چار ہزار صفحات پر مشتمل اس فقہی انسائیکلو پیڈیا میں مہد سے لے کر لحد تک پیش آنے والے انسانی زندگی کے ہر ہر مسئلہ کا شرعی حل موجود ہے- اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ جتنا مسئلہ معلوم کیا گیا ہے نہایت جچے تلے الفاظ میں اس کا شافی وکافی جواب دیا گیا ہے، اگر کہیں ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ سائل کو صرف مسئلہ بتلانے سے اس کی الجھن دور نہیں ہوگی تو اسے نہایت مفید مشورہ سے بھی نوازا گیا ہے- خلاصہ یہ کہ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ حضرت حکیم العصرؒ کے دوسرے کارناموں کی طرح ایک عظیم تجدیدی کارنامہ ہے-

سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو پانچواں خلیفہ راشد تسلیم کیا گیا ہے، حدیث وسیر اور تاریخ ورجال کی کتابوں میں ان کے عدل وانصاف، خشیت وللّٰہیت، زہد وتقویٰ، فہم وفراست اور قضا وسیاست کے بے شمار واقعات محفوظ ہیں، اگر ان منتشر کلیوں کو مرتب کیا جائے تو ایک بیش قیمت گلدستہ تیار ہوسکتا ہے-

آپؒ کی سیرت پر مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں جن میں ''سیرت ابن جوزی'' معروف و مشہور ہے، اور غالباً اس موضوع پر سب سے پہلی اور نہایت نادر و متبرک کتاب امام مالکؒ کے شاگرد، امام و فقیہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکم مالکی مصری متوفی ۲۱۴ھ کی تالیف ہے۔

مصنف امامؒ نے وہ تمام حالات، جو انھوں نے اپنے قابل اعتماد اساتذہ سے سنے تھے ان کو سیرت عمر بن عبدالعزیز کے نام سے مرتب کیا۔ اس کتاب کی جلالت قدر کا اندازہ امام نوویؒ کے ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے:

> ''ابن عبدالحکم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے جو آپؒ کی سیرت جمیلہ اور حسن طریقت پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں وہ نفائس ہیں جن کے علم و عمل سے کوئی آدمی مستغنی نہیں ہو سکتا''۔ (تہذیب الاسماء واللغات ص ۱۲۱۷ ج ۲)

الغرض ابن حکم کی یہ جلیل القدر کتاب نادر مخطوطوں کی شکل میں دنیا کے خال خال کتب خانوں کی زینت تھی۔ مشرق وسطیٰ کے محقق شیخ احمد عبید رحمہ اللہ کی عرق ریزی اور جانفشانی سے پہلی بار ۱۳۴۶ھ میں شائع ہوئی۔

متعدد اکابر اور معاصر علماً نے حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ سے فرمائش کی کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا جائے تاکہ عوام و خواص اس سے استفادہ کر کے حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات کے آئینہ صافی کو سامنے رکھ کر اپنے کاکل و گیسو کو سنوار سکیں۔ اور حکام کو معلوم ہو جائے کہ ایک خلیفہ اور حاکم وقت کی کیا خصوصیات ہونی چاہئیں؟ حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ کیا اور اس شان سے کیا کہ ترجمہ کا حق ادا کر دیا۔

عربی سے اردو میں منتقل کی گئی اس کتاب کو پڑھنے سے ذرہ برابر بھی یہ شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کسی کتاب کا ترجمہ ہے یا مستقل تصنیف ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے انداز بیان اور تحریر کی سلاست و شستگی نے اس میں ایسا رس گھولا ہے کہ قاری اسے پڑھتا ہے تو پڑھتا چلا

جاتا ہے- اسے شروع کرتا ہے تو ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا- ایک سو بانوے صفحات کی اس کتاب میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی حیات کے ہزاروں کمالات ایک سو بانوے عنوانات پر تقسیم کر کے بیان کئے گئے ہیں-

رسائل یوسفی :

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو تکوینی طور پر علمائے دیوبند اور مسلک حق کا ترجمان اور مناد نامزد فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپؒ ہر فتنے کے مقابلہ میں سینہ سپر نظر آتے ہیں، فتنہ قادیانیت ہو یا انکار حدیث، تجدد پسندی کا فتنہ ہو یا الحاد کا، آپ ہر ایک کے دانت کھٹے کرتے نظر آتے ہیں- زیر نظر مجموعہ بھی تردید باطل کے اسی سلسلہ کی کڑی ہے جو آپ کے مندرجہ ذیل اہم، وقیع اور علمی رسائل پر مشتمل ہے-

۱ :.... ترجمہ فرمان علی پر ایک نظر :

اس رسالہ میں شیعہ مصنف حافظ فرمان علی کے ترجمہ قرآن میں کی گئی تحریفات کا جائزہ لیا گیا ہے اور نشاندہی کی گئی ہے کہ شیعہ موجودہ قرآن کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں اور ان کی تحریفات کی مثالیں دے کر امت کو اس منکر قرآن فرقہ کی حیثیت سے آگاہ کیا گیا ہے-

۲ :.... انکار حدیث کیوں ؟ :

غلام احمد پرویز کے فلسفہ انکار حدیث کے خلاف قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ انکار حدیث دراصل انکار قرآن ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ انکار حدیث کرتے ہیں ان کا دین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں اس لیے کہ انکار حدیث درحقیقت انکار دین ہے اگر حدیث ناقابل اعتماد ہے تو قرآن کیونکر قابل اعتماد ہو سکتا ہے ؟

۳ :.... انتباہ المومنین :

''انتباہ المومنین'' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا فارسی رسالہ ہے جس میں ایک شیعہ نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کے حوالہ سے جناب مولانا الٰہی بخش صاحب پر اعتراض کیا اور اس حدیث کا مصداق معلوم کرنا چاہا غالباً اعتراض یہ تھا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے مگر صحابہؓ سے یہ

توقع نہیں تھی کہ وہ ان کو خلیفہ بنائیں گے، مولانا الٰہی بخش صاحب نے یہ سوال حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی خدمت میں بھیج دیا، پیش نظر رسالہ حضرت نانوتویؒ کی جانب سے اس سوال کا جواب ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے نہایت مسکت وشافی اور دندان شکن جواب دے کر حدیث کی وضاحت فرمائی- حضرت شہیدؒ نے اس عجیب وغریب علمی رسالہ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام رکھا "ایک شیعی مغالطہ کا حل" یہ رسالہ حسن ظاہری کے ساتھ حسن معنوی سے معمور ہے، اور عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے-

۴ :..... عورت کی سربراہی :

بے نظیر حکومت کے دور میں جناب کوثر نیازی صاحب نے عورت کی حکمرانی کے جواز اور پارٹی سربراہ کی نمک خواری کے بدلہ میں اپنی تمام "علمی" توانائیاں صرف کیں تو حضرت شہیدؒ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا بھرپور تعاقب کیا اور ثابت کیا کہ عورت کی حکمرانی ناجائز ہے- اسکے ضمیمہ کے طور پر عورت ومرد کا رتبہ کے عنوان سے حضرت ہی کا ایک نفیس مقالہ بھی شامل ہے-

۵ :..... کیا ذکری مسلمان ہیں ؟

ذکری فرقہ جس کے افراد بلوچستان اور کراچی میں پائے جاتے ہیں اور وہ ملا محمد اٹکی کو نبی مانتے ہیں، مگر بایں ہمہ وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے ہیں- چونکہ سیدھے سادے مسلمانوں کو ان کے عقائد کے بارہ میں کوئی خاص آگاہی نہیں تھی اور انہیں مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھا جاتا ہے- حضرت شہیدؒ نے اس رسالہ میں اس فرقہ کے عقائد کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ رسالہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے بہترین راہ نما اور نفیس ہتھیار ہے-

۶ :..... تنقید اور حق تنقید :

مودودی صاحب اپنے علاوہ کسی کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے، اس رسالہ میں حضرت حکیم العصر شہیدؒ نے "تنقید اور حق تنقید" کے عنوان سے ان کے اس غلط عقیدہ کی

دلائل سے تشریح کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ تنقید کی کیا حدود ہیں؟

مجموعی اعتبار سے یہ کتاب ۵۱۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ان اہم اور وقیع رسائل کا مجموعہ ہے۔

شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم:

حضرت اقدس حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ نے ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' تصنیف فرمائی تو اس میں شیعہ سنی اختلاف کے عنوان کے تحت بعض شیعہ عقائد کی نشاندہی فرمائی، جو غالباً شیعہ برادری کے لئے خفت کا باعث ہو سکتے تھے، اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کو منظر عام پر لایا جائے، اس کتاب کے مندرجات سے اختلاف کرتے ہوئے ایک شیعہ عالم جناب سید محمد محسن اجتہادی صاحب نے حضرت حکیم العصرؒ کو ایک طویل ترین مکتوب لکھ کر اس پر احتجاج کیا کہ آپ نے اپنی کتاب میں جو جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ آپ کے خود ساختہ ہیں، شیعہ مکتبہ فکر کے یہ عقائد نہیں۔

حضرت حکیم العصر شہیدؒ نے نہایت متانت و سنجیدگی سے جناب سید اجتہادی کا خط پڑھا، اور اس کا جواب لکھا کہ:

> ''آنجناب تو ان عقائد سے انکار فرماتے ہیں مگر یہ عقائد آپ کے اکابر کی کتابوں میں موجود ہیں، آپ خود ہی یہ فیصلہ فرمادیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں؟ یا آپ کے اکابر کی تصنیفات کو سچا سمجھا جائے؟''

پانچ سو اڑسٹھ صفحات کی اس ضخیم کتاب میں ''''عقیدہ امامت، صحابہ کرامؓ''، شیعہ اور قرآن'' اور ''حدیث اصحابی کالنجوم'' پر مدلل و محقق بحث کی گئی ہے۔

کمال یہ ہے کہ اس کتاب میں شیعہ کتابوں کے حوالوں کے اصل فوٹو اسٹیٹ شامل کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت کو آج ۱۵ سال ہونے کو آئے ہیں مگر الحمد للہ آج تک پھر کسی شیعہ کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ سچ یہ ہے کہ جس طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی ''تحفہ اثنا عشریہ'' کو ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے مگر شیعہ اس

کے جواب سے قاصر ہیں، ٹھیک اسی طرح اس کتاب کے جواب سے بھی ملت جعفریہ عاجز و قاصر ہے، اور ان شاٗ اللہ صبح قیامت تک رہے گی۔

اصلاحی مواعظ:

حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مقبول عام سلسلہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے فقہی ترتیب پر مدون ہو جانے کے بعد عوام کا مطالبہ تھا کہ آپ کے مواعظ و خطبات کو بھی کتابی شکل میں مرتب کیا جائے، کیونکہ جس طرح آپؒ کی تحریر میں بلا کی روانی، شائستگی، شستگی اور حد درجہ خیر خواہی اور دل سوزی کا جذبہ ہے، اسی طرح آپ کے وعظ و بیان میں اس سے کہیں زیادہ خلق خدا کی نفع رسانی کا عنصر ہے، اس لئے آپ کے مواعظ حد درجہ مفید، نافع اور اصلاحی ہوتے ہیں، انہیں ضرور شائع ہونا چاہئے، چنانچہ ان کی خواہش کا لحاظ رکھتے ہوئے صاحبزادہ گرامی جناب مولانا محمد طیب لدھیانوی سلمہ نے اس کام کا بیڑہ اٹھالیا اور اس سلسلہ کی پہلی جلد منظر عام پر آچکی ہے۔

پیش نظر جلد میں آپؒ کے دس مواعظ شامل کئے گئے ہیں۔ کتاب میں جو مواعظ شامل کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

مقصد حیات، محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے، اعتکاف، فضائل و مسائل، حقوق اللہ، اور ذکر اللہ کی فضیلت، توبہ کیسے کریں؟ حسد کی بیماری اور اس کا علاج، دنیا کی محبت کے برے اثرات، صبر کے درجات، غیبت ایک اخلاقی برائی، لیلۃ القدر کی برکات، عظمت قرآن اور اس کی تلاوت کے فوائد و ثمرات۔

تین سو بہتر (۳۷۲) صفحات کی یہ کتاب انسان کی اخلاقی زندگی بدلنے میں کسی اکسیر سے کم نہیں، مواعظ کی مزید جلدیں زیر ترتیب ہیں۔

شخصیات و تأثرات:

ماہنامہ ''بینات'' کراچی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا ترجمان اور حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کا جاری فرمودہ ہے، اس کا اداریہ ''بصائر و عبر'' کے عنوان سے تاحیات محدث العصر حضرت بنوریؒ کے قلم فیض رساں سے

نکلتا رہا، حضرت بنوری قدس سرہ کی وفات کے بعد یہ بھاری ذمہ داری حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کاندھوں پر ڈالی گئی بلکہ خود حضرت بنوریؒ نے اپنی حیات کے آخری سفر پر جاتے ہوئے یہ کہہ کر کہ ''آئندہ آپ خود ہی اداریہ لکھ لیا کریں'' یہ امانت حضرت شہیدؒ کے حوالہ فرمادی تھی، حضرت نے اسے نہ صرف نبھایا بلکہ نبھانے کا خوب حق ادا فرمایا۔

پیش نظر کتاب میں شامل اکابر علمائے امت اور شخصیات کے بارے میں تاثرات دراصل حضرت لدھیانوی قدس سرہ کے قلم سے نکلے ہوئے بصائر و عبر ہیں جنہیں کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا گیا، یہ کتاب چونکہ حضرتؒ کی زندگی میں شائع ہوئی تھی، اس لئے اس کا تعارف بھی حضرتؒ نے خود کرایا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا تحریر فرمودہ تعارف یہاں درج کر دیا جائے:

''۱:.... ماہنامہ بینات کراچی کا اداریہ ''بصائر و عبر'' میرے حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ تحریر فرماتے تھے، جو ''بینات'' کے ماتھے کا حسین جھومر ہوا کرتا تھا، حضرتؒ کے وصال (۳/ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ) کے بعد ''بصائر و عبر'' کی خانہ پری اس ناکارہ، کم فہم و کم سواد کے ذمہ کر دی گئی۔ پیش نظر مجموعہ میں شامل ''شخصیات و تاثرات'' دور ثانی کے ''بصائر و عبر'' ہیں۔

۲:.... البتہ دو شخصیات اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک میرے والد ماجدؒ کہ ان کا تذکرہ ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد میں شائع ہوا تھا، دوسرے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھریؒ کہ ان پر ''بصائر و عبر'' کا مختصر سا اداریہ میرے حضرت بنوریؒ نے تحریر فرما کر اس ناکارہ کو تکمیل و اضافے کا حکم فرمایا تھا، کیونکہ حضرتؒ غالباً حرمین شریفین کے لئے پابہ رکاب تھے، چنانچہ اس ناکارہ نے ''مخمل میں ٹاٹ کی پیوند کاری'' کر کے اس کو پھیلایا، اور وہ حضرتؒ کے نام سے شائع ہوا (حضرتؒ کے ''بصائر و عبر'' کا جو مجموعہ کتابی شکل میں شائع ہوا ہے یہ

پورا مضمون اس میں بھی موجود ہے) اس ناکارہ نے بطور تبرک اس کو زیر نظر مجموعہ میں شامل کرلیا، تاکہ اس کا آغاز میرے شیخ مرشدؒ کے حسین "ذکر خیر" سے ہو، اور اس کی بسم اللہ میرے حضرت بنوریؒ کی پاکیزہ تحریر سے ہو، اور ان بزرگوں کی برکت سے یہ مجموعہ عنداللہ شرف قبول حاصل کرے، (اس مضمون کا ڈیڑھ صفحہ میرے حضرت بنوریؒ کے قلم سے ہے، اس سے آگے اس کوتاہ قلم کی پیوندکاری ہے-)

۳:..... "شخصیات و تاثرات" میں تاریخی ترتیب ملحوظ ہے، اور حضرت "سیدی و مرشدی" سے اس مجموعہ کے آغاز کی ایک مناسبت یہ بھی ہوگئی کہ تاریخی لحاظ سے بھی "سیدی و مرشدی" کا ذکر خیر سب سے مقدم تھا-

۴:..... یہ تمام "تاثرات" ان بزرگوں کی وفات پر معرض تحریر میں آئے، البتہ حضرت مخدوم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی پر جو شذرہ "شاہ فیصل ایوارڈ" کے سلسلہ میں لکھا گیا وہ اس سے مستثنیٰ ہے-

۵:..... میرے حضرت بنوریؒ پر متعدد مضامین اس کوتاہ فہم کے قلم سے نکلے تھے، پیشِ نظر مجموعہ میں ان سب کو یکجا کردیا گیا-

۶:..... اس "بزمِ تاثرات" میں شریک شخصیات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا، بس اسے راقم الحروف کے شخصی تاثرات کی حیثیت سے پڑھا جائے، یہ ان بزرگوں کا سوانحی خاکہ بھی نہیں، نہ ان کے اوصاف وکمالات کا پورا مرقع، نہ ان کے عنداللہ مرتبہ کا معیار- ولاازکی علی اللہ احدا-

ناظرین کرام سے التجا ہے کہ اگر کوئی کام کی بات نظر پڑے تو ناکارہ مولف کو دعائے خیر سے ممنون فرمائیں، اور کوئی لغزش وکوتاہی نظر آئے تو "من ستر علی اخیه المسلم ستر الله عوراته یوم القیمة" پر عمل فرمائیں-

۷ :..... جی چاہتا تھا کہ کچھ اور شخصیات بھی اس ''بزمِ حسین'' میں شریک ہوتیں، مؤلف اس کوتاہی پر نادم ہے، توفیقِ الٰہی دستگیری فرمائے تو خیال ہے کہ ایک اور محفلِ حسن آراستہ کروں، اور اپنی محترم شخصیات کو دعوتِ شرکت دوں -وماذلک علی اللہ بعزیز-

۸ :..... یا اللہ! آپ کے چند بندوں کا یہ تذکرہ آپ کی بارگاہ عالی میں پیش کررہا ہوں، اے کریم! آپ ان کے ظاہر وباطن اور انکے مبدأ ومآل سے پوری طرح واقف ہیں، یا اللہ! اگر کسی بات کے نقل کرنے میں فروگزاشت یا کسی جذبہ کے اظہار میں افراط و تفریط ہوئی ہو تو اپنے لطف بے پایاں سے اس کو معاف فرما، اور اپنے ''سترِ جمیل'' سے اس کے عیوب کی ستاری فرما''- (شخصیات وتأثرات ص ۴)

اس ۴۱۲ صفحات کی کتاب میں ۵۴ بزرگوں کا نہایت دلآویز اور حسین پیرائے میں تذکرہ کیا گیا ہے، کتاب کا ایک ایک حرف آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے-

شخصیات وتأثرات : جلد دوم :

زیر ترتیب ہے جو تقریباً چار صد صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اور ان کی تصنیفات کے علاوہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ، شیخ بن بازؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا عبدالرشید نعمانیؒ، مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ، مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا محمد ایوب جان بنوریؒ اور مولانا احمد رضا بجنوریؒ جیسے ۴۴ اکابر، علمأ، صلحأ اور شخصیات کا تذکرہ ہے-

اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرنا ہر مسلمان کے لئے باعث برکت وفضیلت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے- سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت قصائد بیان فرمائے جب کفارِ قریش کے

بڑے بڑے نامور شعراء (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ کی ہجو (مذمت) کر کے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے تھے، جس وقت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی تعریف فرماتے تو نبی اکرم ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے دعا فرماتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے، وہ اس پر کھڑے ہوکر ان قریش کی مذمت میں اشعار پڑھتے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی بدگوئی کی تھی، اور آنحضرت ﷺ فرماتے تھے:

> ''روح القدس (جبرئیل امین) علیہ السلام حسان بن ثابتؓ کے ساتھ رہتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دفاع کرتے ہیں''۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفار کی ہجو (مذمت) کی پس خود بھی دل ٹھنڈا کیا اور دوسروں کا بھی دل ٹھنڈا کر دیا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے اس قصیدے کو بھی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی جو انہوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے عرض کیا تھا، خاص کر اس قصیدے کے اس شعر کو:

وکن لی شفیعاً یوم لا ذوشفاعة

سواك بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ: ''میرے لئے اس دن سفارشی بن جائیے جس دن کہ آپ ﷺ کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا''۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحبؒ کی دیگر علمی خدمات کے علاوہ آپ کے قصیدہ ''اطیب النغم'' کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی جو انہوں نے ''قصیدہ بائیہ'' حضرت سواد بن قاربؓ اور ''قصیدہ ہمزیہ'' حضرت حسان بن ثابتؓ کے تتبع میں تحریر فرمایا اور پھر فارسی میں اس کی تشریح بھی فرمائی۔ فارسی میں ہونے کی وجہ سے عوام اس کے استفادہ سے

محروم تھے، اس لئے حضرت اقدس رحمہ اللہ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ان قصیدوں اور ان کی فارسی شرح کا ترجمہ و تشریح فرمائی، نیز حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا قصیدہ بھی شامل کر کے اس کا بھی ترجمہ فرما کر اردو میں ایک بہترین ذخیرہ پیش کیا-

آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ کے رسالے کا عکس بھی شامل کر دیا تا کہ اہل علم براہ راست اس سے استفادہ کر سکیں-

اصل فارسی رسالہ مع ترجمہ و تشریح، مجموعی طور پر ۱۹۳ صفحات پر مشتمل ہے، کتاب کا ایک ایک لفظ عقیدت و محبت نبوی ﷺ کا شاہکار ہے-

رجم کی شرعی حیثیت:

قرآن و سنت کی واضح نصوص اور اکابر علمائے امت کی تصریحات کی رو سے جو شخص شادی شدہ ہونے کے باوجود زناکاری کا ارتکاب کرے، اسے سنگسار کیا جائے، اور یہ حد شرعی ہے، اس پر چودہ صدیوں کے اکابرین امت اور حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے، مگر شومئی قسمت کہ کچھ پڑھے لکھے جاہل اس کے شرعی حد ہونے سے انکاری ہیں چنانچہ منکرین حدیث کے سرخیل غلام احمد پرویز اور اسکی روحانی ذریت بھی اس کے حد شرعی ہونے سے منکر ہیں، کچھ یہی فلسفہ جناب امین احسن اصلاحی اور فتنہ انکار حدیث سے متاثر بعض ججوں کا بھی تھا- چنانچہ ۱۹۸۱ء میں اس وقت کی وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ:

> ''حدود آرڈی نینس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت زنا کے جرم میں رجم (سنگسار) کر کے ہلاک کرنے کی سزا اسلامی احکام کے خلاف ہے''-

اس پر مرشد العلماءؒ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے ماہنامہ ''بینات'' میں ان بے دین عناصر اور منکر حدیث ججوں کا تعاقب کرتے ہوئے قرآن و سنت کے حوالہ سے نہایت زوردار انداز سے یہ ثابت کیا کہ رجم شرعی حد ہے- پیش نظر کتاب میں حضرتؒ کے اس سلسلہ کے تمام مضامین کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے-

حسن اتفاق کہ حضرتؒ کی اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد تکوینی طور پر

حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا اور وفاقی شرعی عدالت میں ایسے راسخ فی العلم علماؑ کا اثر و نفوذ ہوا کہ پھر اسی عدالت نے رجم کے حد شرعی ہونے کا فیصلہ دیا، فالحمد للہ علی ذالک-

حسن یوسف :

جیسا کہ پہلے تحریر کیا جاچکا ہے کہ حضرت اقدس محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کی رحلت کے بعد ماہنامہ بینات کراچی کی ادارت مرشد العلما حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کے سپرد کردی گئی، تو ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ سے آپؒ باقاعدہ ماہنامہ ''بینات'' کے ''بصائر و عبر'' تحریر فرمانے لگے- اور یہ سلسلہ تادم واپسیں جاری رہا، آپؒ کی ان تحریروں اور مقالات و مضامین کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر بااخلاص قارئین، احباب و معاصرین اور حضرات اکابر کی خواہش بلکہ اصرار کے درجہ میں بار بار ان کا یہ مطالبہ سامنے آیا کہ ان مضامین کو کتابی شکل میں مرتب کیا جائے-

پیش نظر کتاب آپ کے انہیں مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں نفاذ شریعت، شعائر اسلام کا تحفظ اور دینی مدارس و مساجد کے عنوان پر لکھے گئے تمام مضامین کو یکجا کیا گیا ہے، پانچ سو صفحات کی یہ کتاب حکام، عدلیہ اور انتظامیہ کے لئے تازیانہ عبرت اور امت مسلمہ کیلئے بہترین راہ نما ہے-

خاتم النبیین ﷺ :

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا باغی اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے اور ان کو دامن رحمت ﷺ سے کاٹ کر اپنے پیچھے لگانے کیلئے دعویٰ نبوت کیا تو امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تڑپ کر رہ گئے- انہوں نے آخری دنوں میں بستر مرگ پر ''خاتم النبیین'' فارسی زبان میں لکھی، ان کی خواہش تھی کہ اسے اپنے خاص مصارف سے طبع کرا کر کشمیر اور ان ممالک میں تقسیم کریں جن میں فارسی زبان مروج ہے، مگر چونکہ ہمارے ملک کی زبان اردو ہے، فارسی کا ذوق عوام میں کیا علما میں بھی قریب قریب

ناپید ہے، اس لئے اس کے ترجمہ کی ضرورت تقریباً نصف صدی سے محسوس کی جارہی تھی مگر یہ مشکل و کٹھن کام ہر ایک کے بس کا نہیں تھا- حضرت بنوری قدس سرہ نے حضرت حکیم العصر قدس سرہ کو اس کا حکم فرمایا تو آپ نے اس کی ذمہ داری قبول فرمالی اور ترجمہ کرنا شروع کر دیا اور بلاشبہ آپ نے ترجمہ کا حق ادا فرمادیا- علوم انوریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کو اس سلیقہ سے بیان فرمایا کہ قادیانی ذریت کے تمام اوہام باطلہ کا تارپود بکھیر کر رکھ دیا- یہ اپنی نوعیت کی وہ کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف محنت و مشقت اور خلوص و اخلاص کا آئینہ دار ہے- یہی وہ کتاب ہے جس کے ترجمہ پر حضرت بنوری قدس سرہ نے حضرت حکیم العصر قدس سرہ کو ''اپنا ہم کام و ہم نام'' فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ : حضرت کشمیریؒ کی کتاب کے ترجمہ نگار کے لئے دس صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اور چونکہ وہ تمام کی تمام صفات حضرت مولانا لدھیانوی میں پائی جاتی ہیں اس لئے وہی اس کے ترجمہ کے اہل تھے- چنانچہ حضرت بنوریؒ ''علوم انوری'' کے حقائق و معارف کی تہہ تک پہنچنے اور ان کی ترجمانی کے لئے جن دس امور کی ضرورت تھی انہیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ''زبان فارسی ہو یا اردو، علوم انوری کے جواہرات اپنی پوری تابانی کے ساتھ ظاہر ہوں گے، ہر شخص نہ اس کی تہوں تک پہنچ سکتا تھا اور نہ یہ علوم اس کے قبضہ میں آسکتے تھے، اس کے لئے حسب ذیل امور کی ضرورت تھی :
>
> ۱ :..... عام فہم شستہ اُردو زبان میں ترجمہ کیا جائے-
>
> ۲ :..... مترجم ذکی و محقق عالم ہو کہ علمی اشارات و لطائف کو بخوبی سمجھتا ہو-
>
> ۳ :..... حضرت امام العصر رحمہ اللہ کے طرز تحریر سے مناسبت رکھتا ہو، اور اس کے سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو-
>
> ۴ :..... قادیانیت کے موضوع سے دلچسپی رکھتا ہو اور قادیانی مذہب کے لٹریچر سے پوری طرح باخبر ہو-
>
> ۵ :..... علمی دقائق کی تشریح پر اردو میں قادر ہو، اور قلمی افادات

سے عوام کو مستفید بنانے کی قابلیت رکھتا ہو۔

۶ :..... تالیفی ذوق رکھتا ہو، تصنیفی ملکہ حاصل ہو تاکہ مناسب عنوانات سے مضمون کو آسان کر سکتا ہو۔

۷ :..... حضرت امام العصر رحمہ اللہ سے انتہائی عقیدت و محبت ہو کہ مشکلات حل کرنے میں گھبرا نہ جائے اور غور و خوض سے اکتا نہ جائے۔

۸ :..... محنت و عرق ریزی کا عادی ہو، دل کا درد رکھتا ہو، قادیانیت سے بغض ہو۔

۹ :..... اپنے علمی کاموں میں محض رضائے حق کا طالب ہو، حبّ جاہ و ثنا سے بالاتر ہو۔

۱۰ :..... عام علمی مہارت اور دینی ذوق کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عربیت وبلاغت کے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو، اور معانی وبلاغت کی نکتہ سنجیوں سے واقف ہو۔

یہ دس امور تھے جو ارتجالاً زبان قلم پر آگئے، "عشرہ کاملہ" کے بعد اب مترجم صحیح ترجمہ پر قدرت پا سکتا ہے، مجھے کسی سے توقع نہ تھی کہ یہ خدمت صحیح طور پر انجام دے سکے گا، میری خود بھی ہمت نہ تھی کہ اس لق ودق صحرا میں قدم رکھوں، اگرچہ عرصہ دراز سے احساس تھا کہ اس کے ترجمہ و تشریح کی ضرورت ہے، جس وقت شباب تھا اور فرصت بھی تھی، دماغ میں تازگی تھی اور عہد انوری کی صحبتوں کی یاد تازہ تھی اس وقت توجہ نہ کر سکا اور اس سعادت سے محروم رہا، حالانکہ "نفحۃ العنبر" میں ۴۵ برس پہلے لکھ چکا تھا کہ خدا کی قسم! انوری علوم کے باغ وبہار اور وہبی علوم کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو رسالہ "خاتم النبیین" ملاحظہ کیا جائے۔

الحمد للہ کہ یہ سعادت میرے ہم نام اور میرے ہم کام میرے مخلص رفیق کار مولانا محمّد یوسف لدھیانوی کے حصہ میں آئی جو اس

''عشرۃ کاملۃ'' سے متصف تھے، باکمال تھے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اِس ترجمہ و تشریح کے فرض سے نہایت کامیابی کے ساتھ عہدہ بر آ ہوئے اور اس علمی و دینی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بارگاہِ قدس میں قبول فرمائے اور مترجم کے لیے سعادتِ دارین کا وسیلہ بنائے اور حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ کی شفاعتِ مقبولہ کا ذریعہ بنائے، آمین۔''

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کیلئے یہ کتاب کسی صاعقہ آسمانی سے کم نہیں۔

عصر حاضر حدیث نبوی ﷺ کے آئینہ میں :

قرب قیامت میں لوگوں کی دینی، دنیاوی، مالی اور اخلاقی حالت کیا ہو گی؟ اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ایک ایک چیز کی نشاندہی فرمائی ہے، اس وقت لوگوں کی کیا روش ہو گی؟ کیسے کیسے فتنے رونما ہوں گے؟ بے حیائی اور بے دینی کا کیا عالم ہو گا؟ عورتوں اور مال کے فتنوں سے بچنے کی کیا صورت ہو گی؟ یہ تمام تفصیلات احادیث مبارکہ سے اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں، گویا یہ احادیث مبارکہ کا آئینہ صافی ہے جس میں ہر آدمی اپنے اور دور حاضر کے حالات و معاملات کا بغور جائزہ لے سکتا ہے۔

عہد نبوت کے ماہ و سال :

شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے معاصر اور ان کے ہم پلہ عظیم بزرگ اور بلند قامت علمی شخصیت کے حامل تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کے سال سے لے کر آپ ﷺ کے وصال تک ۲۳ سالہ دور نبوت قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت کے تمام حالات و واقعات کو سن وار عربی میں مرتب فرمایا، اور اس کا نام رکھا ''بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ''۔ چنانچہ اس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شہیدؒ نے عرض مترجم میں لکھا تھا:

''الشیخ العلامہ مولانا مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ (ٹھٹھوی) الامام الحجۃ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ہم عصر اور خطۂ سندھ

کے گویا دوسرے شاہ ولی اللہ تھے، علومِ اسلامیہ، تفسیر وحدیث، فقہ واصول، کلام وتصوف، سیر وتاریخ اور شعر وادب میں اپنے دور کے امام تھے، اور علم وفضل، خشیت وانابت اور زہد وتقویٰ میں نادرۂ روزگار، عمرِ عزیز کا بیشتر حصہ تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وارشاد، احیأ سنت، ترویج شریعت اور ردِ بدعت میں صرف ہوا۔

تصنیف وتالیف میں مخدوم مرحوم کو قدم راسخ وید طولیٰ حاصل تھا، اوقات میں برکت اور قلم میں روانی تھی، عربی، فارسی اور سندھی تینوں زبانیں بلا تکلف لکھتے اور بولتے تھے، علومِ اسلامیہ کا کوئی شعبہ اور وقت کا کوئی اہم مسئلہ ایسا نہ ہوگا جس پر موصوف نے قلم نہ اٹھایا ہو، مگر سرعتِ قلم اور موضوع کے تنوع کے باوصف کیا مجال ہے کہ کوئی تصنیف، متانت وثقاہت کے بلند معیار سے ذرا بھی نیچے اُتر آئے۔''

مرشد العلما حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے آنحضرت ﷺ کے سن وسال کے حالات وحوادث کے تذکرہ کو سعادت سمجھتے ہوئے اس کا نہایت شستہ اور سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور اس کا نام رکھا: ''عہد نبوت کے ماہ وسال'' یہ کتاب بلا مبالغہ ہر وقت سینہ سے لگائے رکھنے کے قابل ہے۔یہ حسین دستاویز ۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

دورِ حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار:

دین اسلام چونکہ نبی آخر الزمان ﷺ کا لایا ہوا ہے، اس لئے جس طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت قیامت تک باقی رہے گی ایسے ہی یہ دین ومذہب بھی قیامت تک ٹھیک اسی طرح باقی رہے گا جس طرح آنحضرت ﷺ نے اسے امت تک پہنچایا تھا، مگر دین دشمن افراد اور قوتوں کی روزِ اول سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح اسے مسخ کر کے اس کی شکل بگاڑ دی جائے اور اس میں من مانی تحریفات کر کے امت کو اس سے برگشتہ کر دیا جائے۔

ابتدأ میں اگرچہ یہ نامسعود کوششیں یہود ونصاریٰ کرتے رہے، مگر انہوں نے

جب اس میدان میں ناکامی کا منہ دیکھا تو اپنے زرخرید غلاموں کو اس کام میں لگادیا، چنانچہ اسلام کا نام لینے والے ان اسلام دشمنوں نے اسلامی ریسرچ و تحقیق کے عنوان سے اس شجرہ طیبہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی ذمہ داری سنبھال لی، اور نت نئے انداز سے اس پر تابڑ توڑ حملے کئے، کچھ ''مخلصین'' اور ''مصلحین'' سے اسلام کی یہ مظلومیت دیکھی نہ گئی چنانچہ انہوں نے نہایت معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے دین ومذہب کے ان مسائل اور اصول و قوانین میں (جن کو جاہلیت جدیدہ کے علم برداروں نے غلط پروپیگنڈا کر کے بدنماد کھانے کی کوشش کی تھی) اصلاح وترمیم کا مشورہ دینا شروع کیا، اور بالفعل ان پر کتروبیونت کی مشق ناز شروع کردی۔

پیش نظر کتاب میں مرشد العلما حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ایسے ہی حضرات کا تعاقب فرمایا ہے جو اصول دین کے بارہ میں افراط و تفریط کے مرتکب ہوئے، ان میں سے بعض افراد تو واقعی مخلص ہوں گے لیکن بعض تو خالص بددین اور اسلام دشمن تھے۔

چنانچہ اس کتاب میں دین الٰہی کے موجد ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے ملحدانہ افکار، عمر احمد عثمانی کی تحریفات، ڈاکٹر یوسف گورایہ کے اجتہادات، ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار، مولانا محمد حنیف ندوی کا مصالحتی فارمولا، وقار انبالوی کے اسلام اور علمأ اسلام کو بدنام کرنے کے بھونڈے انداز اور جناب مولانا اللہ یار خان چکڑالوی کے جدید انکشافات کو قرآن و سنت، عقل ودانش اور تحقیق وریسرچ کی کسوٹی پر پرکھ کر امت کی ٹھیک ٹھیک راہ نمائی کی گئی ہے، پانچ صد چھیاسٹھ صفحات کی یہ کتاب ہر اعتبار سے کامل و مکمل ہے۔ یہ کتاب پریس گئی ہوئی تھی کہ مولف سفر آخرت پر روانہ ہوگئے اور آپؒ کی شہادت کے تیرہ دن بعد جب یہ منظر عام پر آئی تو اس کا مصنف اس دنیا میں نہیں تھا۔

دعوت و تبلیغ کے چھ بنیادی اصول :

بساط ارضی میں جہاں قدرت الٰہیہ کے مظاہر، نمونے اور آثار وشاہکار ایسے نظر آتے ہیں جن کی حکمت و فلسفہ انسانی عقل وفہم اور ادراک میں آسکتے ہیں، وہاں اسکی قدرت

کے بے شمار ایسے گوشے بھی ہیں جو انسانی عقل و فہم سے ماوراءاور ادراک و شعور سے بلند وبالا ہیں- ایسے معاملات میں سپر ڈال کر صرف اور صرف "آمنا به" کے اقرار کے بغیر چارہ نہیں، ان امور کو تکوینیات کہا جاتا ہے اور تکوینیات انسانی عقل و خرد کی پہنچ سے نہایت اونچے درجے کی چیز ہے، اس میں بحث و تمحیص اور کھود کرید سے جادہ مستقیمہ سے بھٹک جانے کا خطرہ اور اندیشہ رہتا ہے، ہاں البتہ بعض اوقات محض اپنے فضل و احسان سے اللہ تعالیٰ ان امور کی حکمت اور فلسفہ سے پردہ اٹھا کر اپنے بندوں کو ان کی درماندگی اور عجز و نقص کا احساس دلاتے ہیں-

یوں تو اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، مگر اس کی ایک مثال پیش نظر حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلوی قدس سرہ کی وہ کتاب ہے جو انہوں نے تبلیغ کے مشہور عام چھ بنیادی اصول یعنی تبلیغ کے چھ نمبروں پر لکھی اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہیں مبرھن فرمایا- حضرت جیؒ نے اسے اپنی حیات مستعار میں کس جوش، جذبہ، ذوق، شوق، محنت و لگن اور دیدہ ریزی سے مرتب فرمایا ہوگا؟ اس کا اندازہ انہیں حضرات کو ہو سکتا ہے جنہوں نے حضرت جیؒ کو دیکھا یا سنا ہوگا، مگر اس قدر ارمانوں کے بعد تصنیف کردہ کتاب گوشہ گمنامی میں چلی گئی اور ایک عرصہ تک اس کی کسی کو بھنک تک نہ پڑ سکی، ایک عرصہ کے بعد حضرت جیؒ کے پوتے جناب مولانا سعد صاحب زید حیاتہ کو حضرت جیؒ کی ذاتی کتابوں میں سے وہ مسودہ دستیاب ہوا اور طے کیا گیا کہ اسے اردو ترجمہ کر کے افادہ عام کیلئے شائع کیا جائے، مختلف اکابر علماءٔ اور اہل قلم سے رابطہ کیا گیا، بعض حضرات نے ترجمہ سے معذرت کی تو بعض نے حامی بھر لی، مگر تکمیل کسی سے بھی نہ ہو سکی، اسی اثناء میں مرشد العلماءٔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے رابطہ کیا گیا تو حضرتؒ نے نہ صرف اس خدمت کو قبول فرمایا بلکہ اسے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اس پر کام شروع کر دیا، اور کچھ ہی عرصہ بعد اس کے ترجمہ کے املاء سے فارغ ہو گئے- تب اس کا راز کھلا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسفؒ اول کے کام کی تکمیل یوسف ثانیؒ کے حصہ میں رکھی تھی اور اسی لئے یہ ساری رکاوٹیں اور موانعات پیش آئے اور کتاب منصۂ شہود پر نہ آسکی-

کتاب کا مسودہ کرم خوردہ تھا، متن میں اغلاط تھیں، حوالہ جات ناکافی اور نامکمل

تھے، احادیث کے متن خلط ملط تھے، جن کتابوں کے حوالے تھے وہ تقریباً اب نایاب وناپید ہیں، یوں مطابع کے اختلاف اور صفحات کے تفاوت کی بنا پر کتاب میں درج احادیث کا متن مراجع سے ملانا ایک مشکل کام تھا مگر حضرت اقدس حکیم العصر نے نہایت عرق ریزی اور شوق وذوق سے یہ کام کیا، بلاشبہ یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کو حدیث سے عشق اور اکابر کے علوم سے وارفتگی کی حد تک تعلق خاطر ہو، یوں یہ پونے چار صد صفحات کی کتاب نہایت خوبصورت انداز میں تیار ہوگئی، افسوس کہ حضرت اقدس باوجود شدید خواہش کے اس کتاب کو مطبوعہ شکل میں نہ دیکھ سکے۔

حضرت شہیدؒ نے اس کتاب میں درج نامکمل احادیث کی تکمیل فرمائی، ہر حدیث کا حوالہ دیا، جہاں متعدد احادیث کے متن خلط ملط تھے ان کو الگ الگ کیا، قدیم مراجع کو جدید مراجع کے ساتھ ملاکر جدید کتابوں کے حوالے دیئے، جہاں ضرورت تھی وہاں اضافے فرمائے، جن کتب احادیث میں حدیث کے نمبرات تھے ان احادیث کے حدیث نمبر لگوائے، یوں یہ ایک لاجواب تحقیقی دستاویز تیار ہوگئی۔

ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت ہر مسلمان کے ایمان وعقیدہ کا جزء ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا محبوب ترین عمل، لذیذ ترین عبادت اور ذات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت وعقیدت کا بہترین ذریعہ اور حصول شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفیس ترین واسطہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے علماء امت اور اکابرؒ کی یہ کوشش، خواہش، آرزو اور تمنا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل وبرکات پر مشتمل مجموعہ مرتب کر کے امت کو اس محبوب عمل کی طرف متوجہ اور اپنی نجات وشفاعت کا وسیلہ اور سامان کیا جائے، چنانچہ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے ”قول بدیع“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے فضائل وبرکات کا خلاصہ ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے :

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے یہ دولتیں میسر آتی ہیں : درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بھیجتے ہیں، خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اس سے اعمال بڑھتے اور پاکیزہ ہوتے ہیں، درجے بلند ہوتے ہیں، گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے، درود شریف اپنے پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا ہے، درود شریف پڑھنے والے کے لئے ایک قیراط کا اجر لکھا جاتا ہے (ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے) اس کا اجر کامل ترین پیمانے سے تولا جاتا ہے، جو شخص اپنا تمام تر وظیفہ درود شریف پڑھنے کو بنالے اس کے دنیا و آخرت کے تمام امور کی کفایت ہو جاتی ہے، خطائیں محو کردی جاتی ہیں، درود شریف پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے، اس کے ذریعہ قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے......"

اسی طرح شہید راہ وفا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی بھی ایک عرصہ سے آرزو، تمنا، خواہش اور کوشش تھی کہ درود شریف پر ایک رسالہ تالیف کریں اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی تک رسائی کا ذریعہ بنائیں لیکن دوسرے اکابر کے رسائل وکتب کے ہوتے ہوئے اس موضوع پر نئی تالیف سے شرم دامن گیر تھی۔

لیکن حق تعالیٰ شانہ کے لطف وعنایت کے قربان جایئے کہ اس مولائے کریم نے غیب سے حضرتؒ کی دستگیری فرمائی، اور آپ کی اس دیرینہ آرزو کے بر آنے کی شکل پیدا فرمادی، اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ہالا ضلع حیدر آباد (سندھ) سے حضرتؒ کے دوست ڈاکٹر قاضی محمد شوکت علی قریشی زید لطفہ، نے شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی رسالہ "ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ﷺ" کا نسخہ بھجوایا اور اسے اردو میں منتقل کرنے کی درخواست کی، یہ حضرتؒ کے دیرینہ حسین خواب کی تعبیر تھی، اس لئے اسے لطیفہ غیبی سمجھ کر فوراً وعدہ کرلیا اور چند دنوں میں اس رسالہ کا ترجمہ مکمل فرمادیا۔ اصل رسالہ ۶۲ صفحات کا تھا، جس کے صفحہ ۵۶ سے ۶۲ تک کی چند سطریں کرم خوردہ تھیں، اسی طرح آخری ضمیمہ میں حضرت مصنفؒ درود شریف کے چالیس الفاظ لکھ رہے تھے، نمبر ۳۴ تک صفحہ ۶۲ میں آئے، آگے نمبر ۳۵ کی عبارت شروع تھی کہ صفحہ ختم ہوگیا، اور اس سے اگلے

صفحات ندارد، مصنفؒ کی عبارت بھی نامکمل رہی، اور درود شریف کے چالیس صیغہ بھی پورے نہ ہوئے، اس لئے جہاں تک حضرت مولف کی عبارت تھی وہاں تک حضرت شہیدؒ نے ترجمہ کر کے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا-

تراجم کے بارے میں حضرت شہیدؒ کا ذوق یہ تھا کہ اکابر کی کتب ورسائل کے صرف ترجمہ پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ مصنف کا اصل (عربی یا فارسی) متن بھی ساتھ دیا جائے، اس لیے آخر میں اصلی رسالہ کا عکس بھی شامل کتاب کر دیا گیا-

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں درود شریف کے وہ الفاظ جمع کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہؓ اور تابعینؒ سے اور دیگر اکابر رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہیں-

ظاہر ہے کہ اس جمع وتدوین سے مقصود درود شریف کے الفاظ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کرنا ہے جس کو مسلمان بھائی پڑھا کریں، اور درود شریف کے فضائل وبرکات سے مالا مال ہوں، اس مقصد کے پیش نظر حضرتؒ نے درود شریف کے ان تمام صیغوں کو (بغیر ترجمہ کے، اور بغیر حوالہ روایت کے) مناجات مقبول کی طرز پر جمع کر کے، الگ شائع کر دیا ہے، اور ان کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اور اس کو مناجات ہی کی تقطیع پر شائع کیا گیا، اور اپنے احباب ومتعلقین کو پابند کیا گیا کہ روزانہ اس کی ایک منزل کا معمول بنائیں-

اصل کے عکس سمیت کل دو سو چھپن صفحات کی یہ کتاب عشق ومحبت نبوت کا سرچشمہ اور شفاعت نبویؐ کا نفیس ترین مجموعہ کسی طرح اکابر علماً امت کی تصنیفات سے کم نہیں-

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ:

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اکابر علما دیوبند سے عموماً اور مشائخ اربعہ سے خصوصاً عشق کے درجہ میں محبت تھی، ان کے حالاتِ زندگی اور حیات وسوانح کا کوئی تذکرہ کرتا تو حضرت کی عشق ومحبت کی کیفیت دیدنی ہوتی، یوں محسوس ہوتا کہ ان کے ذکر خیر کی حلاوت ومٹھاس کو آپ محسوس فرما کر اس سے محظوظ ہو رہے ہیں-

کچھ یہی کیفیت حضرت شہیدؒ کی اپنے اور عالم اسلام کے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کے تذکرہ پر ہوتی۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی رحلت کے بعد ان کے محبوب خلیفہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا زید مجدہ نے حضرت شیخ الحدیث کی سوانح کی ترتیب کی فرمائش کی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ انگلینڈ میں مولانا متالا صاحب کے مدرسہ میں فروکش ہوگئے، اور کئی مہینے لگا کر آپؒ نے اپنے شیخ کی حیات وسوانح مرتب فرمائی۔

کتاب کیا ہے، حضرت شیخ کی سوانح پر ایک لاجواب انسائیکلو پیڈیا ہے، کتاب کی تعریف کرنا ''مادح خورشید مداح خود است'' کا مصداق ہے، اس لیے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؒ کے مقدمۂ کتاب کے ضروری اقتباسات یہاں درج کر دیئے جائیں:

> ''حق تعالیٰ شانہ کے خاص مقبول و محبوب بندوں کی سیرت وسوانح کئی لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے۔
>
> اولاً:... ان کے احوال وسوانح ان کی صحبت کا بدل ہیں اور جو لمحات ان کے مذاکرہ میں گزریں وہ گویا ان کی صحبت و ہم نشینی میں گزرتے ہیں، جس طرح کسی مصنف کی کتاب کا مطالعہ اس کی صحبت کے قائم مقام ہے، اور اس سے مصنف کے قلبی جذبات واحساسات قاری کی طرف شعوری وغیر شعوری طور پر منتقل ہوتے ہیں، اسی طرح کسی کی سیرت وسوانح کے مطالعہ سے صاحب سیرت کی قلبی کیفیات قاری کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔
>
> ثانیاً:.... حق تعالیٰ شانہ کی عنایت خاصہ ان اکابر کے شامل حال ہوتی ہے، اس لئے ان کا ذکر خیر رحمت خداوندی کے نزول کا سبب ہے، چنانچہ بزرگوں کا ارشاد ہے: "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة" صالحین کے ذکر خیر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے''۔
>
> راز اس کا یہ ہے کہ محبوب کا ذکر بھی محبوب ہوتا ہے، اس لئے

عنایت خداوندی ان لوگوں کی طرف بھی متوجہ ہو جاتی ہے جو تعلق ومحبت سے کسی مقبول ومحبوب بندے کا ذکر بالخیر کرتے ہیں۔"هم القوم لا يشقى بهم جليسهم"۔

ثالثاً:..... ان کے صبر واستقامت، اخلاص وللّٰہیت، ریاضت ومجاہدہ، عزیمت وتوکل کے حالات وواقعات، شاہراہ انسانیت کی روشن قندیلیں ہیں، جن کی روشنی سے انسانیت کے گم گشتہ قافلے راہ پاتے ہیں، ان کا نقش پا آئندہ نسلوں کے لئے جادۂ منزل بن جاتا ہے، اور قافلہ انسانیت، ان کی پامال راہ پر چل کر فلاح وکامرانی کی منزل پالیتا ہے.....

حضرت الشیخ الامام الحافظ الحجۃ مولانا محمد زکریا کاندھلی مہاجر مدنی قدس سرہ ہمارے اس آخری دور میں شریعت وطریقت کے امام، علما ومشائخ کے مرجع ومقتدا، سر حلقہ عشاق اور قطب الاقطاب تھے، عنایت ازلیہ نے ان کے وجود باجود میں اوصاف وکمالات کی ایسی جامعیت کبریٰ ودیعت فرمائی تھی جس سے ہر صدی میں خاص خاص افراد ہی مشرف ہوتے ہیں، اور اسی جامعیت کی بنا پر وہ اپنے معاصرین سے ممتاز اور منفرد نظر آتے ہیں، ان کی عظیم شخصیت اپنے اندر ظاہری وباطنی کمالات کے بہت سے متنوع پہلو رکھتی ہے، اور وہ ہر کمال میں ایسے فردِ یگانہ ہوتے ہیں کہ بسا اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کے کمالات میں کلیدی وصف اور سب سے غالب پہلو کون سا ہے؟:

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے حالات بعض محبین ومخلصین نے آپ کی حیات مبارکہ میں بھی قلم بند کر لئے تھے، اور خود حضرتؒ نے بھی اپنی آپ بیتی سات حصوں میں لکھوائی، آپؒ کے وصال کے بعد متعدد رسالوں نے آپؒ پر خصوصی نمبر شائع کئے، جن میں "الفرقان لکھنؤ" کا

خصوصی شمارہ بہت ہی جاندار اور شاندار تھا تاہم ایک ایسی سوانح کی ضرورت تھی، جس سے آپ کی جامع شخصیت کا سراپا بیک نظر سامنے آجائے اور وہ بعد والوں کے لئے مشعل راہ ہو....

راقم الحروف کے وہم وخیال میں بھی نہ تھا کہ اسے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ ایسی نابغہ اور جامع کمالات ہستی کے بارے میں کچھ لکھنے کا اتفاق ہوگا؟

میرے مخدوم و معظم، میرے ہم نام اور ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کے محبّ ومحبوب خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد یوسف متالا زیدت مکارمہم نے حضرت کے وصال کے بعد ''حضرت شیخ اور ان کے خلفا'' کے موضوع پر کام کرنے کا منصوبہ بنایا، اس کے لئے خلفا کی خدمت میں ایک سوال نامہ بھیج دیا اور جوابات کی ترتیب کا حکم اس ناکارہ کے نام صادر فرمایا، ان کے حکم سے سر تابی کی گنجائش نہ تھی توکلاً علی اللہ کام کی بسم اللہ کردی....

جن عنوانات پر لکھنے کا ارادہ تھا، اور جن کا خاکہ تیار ہو چکا تھا، بعض ناگزیر وجوہ سے ان میں سے بہت سے عنوانات حذف کردینا پڑے اور جو عنوانات زیر قلم آئے وہ بھی بے حد تشنہ رہے، ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ''ناقص کا ہر کام ناقص ہوتا ہے''۔ حضرتؒ کا یہ فقرہ ناکارہ مولف اور اس کی تالیف پر ہر لحاظ سے صادق آتا ہے، ناچیز مولف کو کتاب کے بیشتر حصون پر نظر ثانی اور اصلاح وترمیم کا بھی موقع نہیں ملا....

حضرت شیخ کی سوانح کے دس باب ہیں، پہلے دو میں حضرت والا کا سلسلۂ نسب اور خاندان عالی، ولادت باسعادت اور تعلیم وتربیت، تیسرے میں درس وتدریس، چوتھے میں تصنیف وتالیف، پانچویں میں نظام الاوقات اور معمولات، چھٹے میں خدا داد اوصاف وکمالات،

ساتویں اور آٹھویں میں مدارس و تبلیغ کی سرپرستی، ملفوظات اور سالکین کے نام تربیتی خطوط کے اقتباسات، نویں میں جدید فتنوں کا تعاقب اور دسویں میں حضرت شیخ اکابرؒ کی نظر میں ''تلک عشرۃ کاملۃ''۔

چھ سو چھیالیس صفحات پر مشتمل حضرت شیخ الحدیثؒ کی حیات و سوانح کا ایک ایک لفظ عقیدت و محبت کا مظہر اور حقانیت اسلام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حجۃ الوداع و عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم :

قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کا فضل و کمال اور علم و تحقیق کسی تعارف کا محتاج نہیں، حضرتؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کے بارہ میں ایک کتاب مستطاب تالیف فرمائی، کتاب چونکہ عربی میں تھی اس لئے اردو دان طبقہ اس کے نکات سے مستفید نہیں ہو سکتا تھا، اس ضرورت کے پیش نظر حضرت شہیدؒ نے اس کو اردو کے نہایت حسین و جمیل قالب میں ڈھالا تو حضرت بنوریؒ جیسی عبقری شخصیت بھی اس پر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکی، چنانچہ اس کتاب کے تعارف میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے تبرکاً میں حضرت بنوریؒ کی تحریر کو نقل کرتا ہوں :

> ''عبادات میں فریضۂ حج بیت اللہ الحرام ایک عجیب و غریب عبادت ہے، حج کیا ہے؟ بارگاہ قدس کی تجلیات کا ایک روح پرور نظارہ ہے، ایک مومن قانت اپنی استعداد کے مطابق اس مرکز تجلیات سے اپنا حصہ وصول کرتا ہے، اس منبع انوار کے جلوؤں سے نور ایمانی پاتا ہے اور اس سرچشمۂ فیض سے غذائے روحانی کا سامان مہیا کرتا ہے، غسل کر کے اور لباسِ مرگ پہن کر رضائے محبوب پر مر مٹنے کا عہد (احرام) باندھ لیتا ہے اور پھر عاشقانہ و والہانہ انداز میں نعرۂ توحید بلند کرتا ہے، کبھی محویت کے عالم میں بادہ پیمائی، صحرا نوردی، اور آبلہ پائی کے ذریعہ دل مضطر کا سکون ڈھونڈتا ہے، اور کبھی دیوانہ اور تلاش محبوب میں دیار

محبوب کے چکر پر چکر لگاتا ہے، صفا، مروہ، منیٰ کے مراحل طے کر کے وادیٔ عرفات پہنچ جاتا ہے، جہاں حق تعالیٰ کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے، اور اپنے ظرف و استعداد کے مطابق سیرابی حاصل کرتا ہے- مزدلفہ و منیٰ میں نفس و شیطان کے مقابلہ کے تمام مراحل طے کر کے اور نفحات الٰہیہ سے سرشار ہو کر دیار محبوب کے آخری دیدار سے سرفراز رہتا ہے، اور دنیا و عقبٰی کی سعادتوں سے مالا مال ہو کر وطن پہنچ جاتا ہے-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج، جو فرضیت حج کے بعد ادا فرمایا، مدینہ طیبہ سے کیا، کس تاریخ کو روانہ ہوئے؟ کب ذوالحلیفہ پہنچے؟ احرام کب اور کیسے باندھا؟ منازل سفر کیسے طے فرمائیں؟ راستے کی ایک ایک منزل پر کیا کیا واقعات پیش آئے اور کیا کیا ہدایات فرمائیں؟ مرکز تجلیات الٰہی، بیت اللہ، کب پہنچے اور کس انداز میں پہنچے؟ طواف کیسے کیا؟ صفا و مروہ کی سعی کیسے فرمائی؟ منیٰ کو روانگی کب ہوئی، اور کس شان سے ہوئی؟ منیٰ سے عرفات کب اور کیسے پہنچے؟ وقوف عرفات کب سے کب تک رہا، کیا کیا پڑھا؟ کیا کیا مانگا؟ اور کیسے مانگا؟ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کیا کیا بشارتیں ہوئیں؟ عرفات سے مزدلفہ کا سفر کیسے ہوا؟ وہاں کب پہنچے؟ نمازیں کیسے پڑھیں؟ رات کیسے گزاری؟ وہاں کیا کچھ مانگا؟ کیسے وقوف فرمایا؟ منیٰ کے لئے کب روانگی ہوئی؟ رمی جمرات کیسے کی؟ حج کی قربانی کیسے کی؟ کتنے جانور ذبح کئے؟ اور کیسے کئے؟ ان راتوں کو اور لمحوں کو کیسے ذکر اللہ میں گزارا؟ وہاں امت کو کیا کیا وصیتیں فرمائیں؟ منیٰ سے کب روانگی ہوئی؟ محصب کس وقت پہنچے؟ وہاں کتنا ٹھہرے؟ بیت اللہ کا آخری دیدار اور آخری الوداعی طواف کیسے کیا؟ مدینہ طیبہ واپسی کب ہوئی؟ سفر عشق کے یہ تمام مراحل کتنے عرصے میں طے ہوئے؟ اور حیات مقدسہ کے کتنے ایام باقی

تھے؟ حج کے علاوہ عمرے کتنے کئے؟ اور ان تمام اسفار میں کیا کیا واقعات پیش آئے اور کن کن مسائل کی گرہ کشائی فرمائی؟

ان تمام سوالات کے تفصیلی جوابات کیلئے دور حاضر کے سب سے بڑے محدث، عالم، شیخ الحدیث حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب صدیقی، کاندھلوی ثم المدنی، دامت برکاتہم، کی کتاب "حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا مطالعہ کیجئے جو اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی، جس سے علما ہی مستفید ہو سکتے تھے، حق تعالیٰ برادر محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی -مدیر ماہنامہ "بینات" نیو ٹاؤن کراچی- کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس کا اردو ترجمہ کر کے عام مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ اس خوان یغما سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے، اور عربی نہ جاننے والے، دینی علوم سے ناواقف حضرات بھی خوشہ چینی کر سکیں، جس قلم سے علمی نفحات ماہنامہ "بینات" وغیرہ میں مشتاقان دین کے دماغوں کو معطر فرماتے رہتے ہیں، اس کے ترجمہ کے بارے میں کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"۔

تین سو پینتیس (۳۳۵) صفحات کے اس حسین گلدستہ میں حجۃ الوداع کی تفصیلات کے علاوہ عمرہ حدیبیہ، عمرۃ القضاء، عمرہ جعرانہ اور دوسرے بیشتر متفرق امور کا بسط و تفصیل سے بیان ہے۔